الاسلام ص ١٤٥)

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:"کانت خفاف المهاجرين والأنصار لاتسلم من الخروق كخفاف الناس" مہاجرین اور انصار کے موزے بھی عام لوگوں کے موزوں کی طرح پھٹن سے محفوظ نہیں تھے۔(بداية المجتهد)تفصیلات کیلئے دیکھیے (المحلی ١/ ١٤ ٥،المجموع ١/ ٥٢٤،بدائع الصنائع ١/ ٨٥،مجموع الفتاوی ٢١/ ١٧٢)

قول ثالث: امام شافعیؒ و امام احمدؒ کہتے ہیں: موزہ و جراب زیادہ پھٹنے کی صورت میں پیر دھو ہی لیں۔ جب مسح کا باعث اور جواز دینے والا (جراب،موزہ) ساتر نہیں رہا تو اصل دھونے کی طرف حکم لوٹ آیا۔مسح کی اجازت دینے والی احادیث میں موزہ یا جراب سے مراد صحیح موزہ اور جراب ہیں۔(المجموع ١/ ٥٢٤،المغنی ١/ ٣٧٦،مجموع الفتاوی ٢١/ ٢١٤)

اقوال کا جائزہ:

دلائل کے جائزے اور چھان پھٹک سے معلوم ہوتا ہے کہ پھٹے ہوئے یا سوراخ والے موزے اور جراب پر مسح کو ممنوع قرار دینے ، یا جواز مسح کو خاص مقدار کے ساتھ مقید کرنے نیز اس کے برعکس مطلق جائز قرار دینے پر کوئی صریح دلیل یا اجماع نہیں۔البتہ اباحت اصلیہ مسح ہے، جب تک عدم جواز کی دلیل نہ آئے اور غالب امکان یہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ کے موزے پھٹے بھی ہوں گے۔ اس دور میں بیشتر صحابہ کرام ﷺ فقراء ہی ہوتے تھے۔ ہر ایک کے لیے ہر وقت نئے اور تازہ موزے کہاں دستیاب تھے۔یہی صورت حال نماز میں بھی تھی۔ایک دفعہ ایک سوال پر آپ ﷺ نے حیرت کے ساتھ فرمایا(اولکلکم ثوبان) کہ تم میں سے ہر ایک کے لیے دو کپڑے کہاں دستیاب ہیں؟!اس ضمن میں ایک دو واقعات بھی پیش آئے ہیں۔ملخصا از(مجموع الفتاوی ٢١/ ١٧٢)

شیخ عبدالعزیز بن باز قول اول میں موجود فتوی کے بعد فرماتے ہیں:''ویسے اہل ایمان کے لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ موزے اور جرابیں پھٹی ہوئی نہ ہوں،تاکہ دین میں احتیاط ملحوظ رہے اور اہل علم کے اختلاف سے بچا جا سکے۔(فتاوی برائے جرابیں ص ٧٦) نیز اس میں وسعت سے زیادہ لاپرواہی کرنے والوں کے لیے انسداد بھی ہے کہ کوئی کوتاہ فہم یا کج رو کوئی شخص بالکل ہی ناکارہ جرابوں پر مسح نہ کرنے لگے۔والله اعلم

6۔ جرابیں مجلد یا منعل ہوں: یہ شرط بھی بعض فقہاء جیسے احناف(قدوری) مالک فی قول(المدونة ١/ ٤٠) کے نزدیک ہے، یہ شرط بھی حدیث نبوی میں نہیں۔امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے آخر عمر میں صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کر کے موٹے جراب پر مسح کیا۔ (حاشية الطحاوی علی مراقی الفلاح ٧٩،بدائع الصنائع ١/ ٨٣،البحر الرائق ١/ ١٦٥، نور الایضاح ص ٥،شرح معانی الآثار ١/ ٧١،فتاوی تاتارخانیه ١/ ٢٦٦،فتح الملهم ١/ ٤٣٣) (جاری ہے)

قسط: 9

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل ترین طبقہ

عبدالرحیم روزی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت اور تعظیم کا صحیح تصور

ان پاکباز ہستیوں کی عدالت سے مراد ان کی امانت و دیانت، صاف گوئی اور تقویٰ وطہارت ہے۔ خصوصاً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نسبت جان بوجھ کر یا بے احتیاطی سے جھوٹ بولنے سے احتراز ہے، نہ کہ ان کا بشری کوتاہیوں، لغزشوں، بھول چوک سے مبرا اور معصوم ہونا جو کسی بھی انسان کا بشری لازمہ ہے۔

امت محمدیہ جس طرح دیگر امتوں کی نسبت امت وسط ہے۔ بعینہ اہل سنت والجماعت ایک میانہ رو جماعت ہے۔ عقائد وایمانیات میں ان کے قلوب واذہان غلو یعنی افراط وتفریط سے پاک ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی نواصب اور روافض کے درمیان راہِ اعتدال اختیار کیا ہوا ہے۔ ان کی عقیدت ومحبت انہیں غلو پر برانگیختہ کرتی ہے نہ ہی اہل بیت عظامؓ کے ساتھ شرعی تقاضے سے زائد محبت وعقیدت کا دعویٰ انہیں ان بزرگوں کے خلاف تنقیص پر آمادہ کرتا ہے۔ یہی منہج انہیں قرآن وحدیث اور سلف صالحینؒ سے ورثے میں ملا ہے۔ (العقیدۃ الواسطیۃ)

قرآن کریم کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت اور عظمت:

قرآن مجید میں پرزور الفاظ واسلوب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عالی مقام ومرتبہ بیان ہوا ہے۔ جہاں کہیں مؤمنوں سے خطاب ہے، اس کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، اس کے بعد دوسروں کا مرتبہ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکرر تاکید اور متعدد اسالیب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان، تقویٰ، جہاد اور کردار کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ بطور مثال چند نمونے درج ذیل ہیں۔ طوالت سے بچنے کی خاطر صرف آیات اور مفہوم پیش خدمت ہے:

۱۔ **معیار ایمان:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار ہے، اور ان کو بے وقوف کہنے والے خود بے وقوف ہیں: ﴿**واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا أنؤمن کما امن السفھاء أ لا انھم ھم السفھاء ولکن لایعلمون**﴾ (البقرۃ:۱۳)

۲۔ ہدایت کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان جیسا ہونا ضروری ہے۔ ﴿**فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق**﴾ (البقرۃ:۱۳۷)

۳۔ **بغض صحابہ نفاق کی علامت ہے** اور ان کے مصائب پر خوشی منانا یہودیوں کی صفت ہے۔ ﴿**ان تمسسکم حسنة**